72338 ـ عزت لوٹنے اور دست درازی کرنے کا حکم

سوال

عورت کی عزت لوٹنے کا شرعی حکم کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

الاغتصاب کا معنی:

کسی چیز کو ظلم اور زبردستی لینے کو عربی میں اغتصاب کا نام دیا جاتا ہے، اور اس وقت یہ اصطلاع عورتوں کی زبردستی عزت لوٹنے میں استعمال ہوتی ہے.

یہ ایك ایسا جرم ہے جو سب شریعتوں میں قبیح اور حرام ہے، اور سب عقل و داش اور فطرت سلیمہ رکھنے والے اسے حرام اور قبیح ہی گردانتے ہیں، اور اسی طرح سب زمینی قوانین اور نظاموں میں بھی یہ جرم قبیح اور شنیع شمار ہوتا ہے، اور اس کے نتیجہ میں سخت سے سخت سزا دی جاتی ہے، لیکن کچھ ملکوں میں یہ سزا اس صورت میں معاف ہو جاتی ہے جب دست درازی کی قربانی بننے والی عورت سے شادی کر لی جائے! اور یہ نظام اور قانون اللہ تعالی کے قوانین اور نظام کے مخالف قانون اور نظام بنانے والوں میں قلت دین یا دین بالکل نہ ہونے اور فطرت کے خلاف فطرت کے الٹا پن، اور خلل عقل کی دلیل ہے.

ہم نہیں جانتے کہ جلاد اور اس کی قربانی بننے والی عورت کے مابین کونسی محبت و مودت ہوگی، اور خاص کر اس دست درازی اور عزت لوٹنے کے عمل کو نہ تو ایام و ماہ اور سال محو کرینگے، اور نہ ہی اسے زمانہ اور وقت مٹائےگا ـ جیسا کہ کہا جاتا ہے ـ اس لیے جن عورتوں کی عزت لوٹی گئی اور دست درازی کر کے ان کی عزت کو تار تار کیا گیا ان میں سے بہت ساری خودکشی کرنے کی کوشش کرتی ہیں، اور بہت ساری تو اس میں کامیاب بھی ہوجاتی ہیں، اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اس طرح کی شادیاں ناکام ہو جاتی ہیں، اور دست درازی کرنے والا شخص اس عورت کو ذلیل و رسوا ہی کر کے رہی اپنے ساتھ رکھتا ہے.

اور اس شریعت مطہرہ کے لائق تھا کہ اس شنیع اور قبیح فعل کی حرمت میں، اور اس کی مرتکب افراد کے لیے قابل

عبرت سزا کے متعلق اس کا واضح اور صاف موقف ہو.

اور پھر اسلام نے تو وہ دروازے بھی بند کر دیے ہیں جس کے ذریعہ مجرم اپنے جرم کا ارتکاب کرتا ہے، یورپی سرچ نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ عورتوں پر دست درازی کرنے اور انکی عزت تار تار کرنے والے اکثر افراد مجرم لوگ ہی ہوتے ہیں، اور وہ اپنا یہ شنیع فعل شراب نوشی اور دوسری نشہ آور اشیاء کے نشہ میں دھت ہو کر ہی کرتے ہیں، اور وہ اپنے شکار کو الگ جگہ اکیلا جانے کو فرصت سمجھتے ہیں، یا پھر عورت کا اپنے گھر میں اکیلا رہنا انہیں فرصت اور موقع دیتا ہے.

اور اسی طرح اس ریسرچ اور سروے سے یہ بھی واضح ہوا ہے کہ یہ مجرم قسم کے لوگ جو کچھ ٹی وی چینلوں اور انٹرنیٹ پر دیکھتے ہیں کہ عورت بن سنور کر اور تقریبا بےلباس ہو کر باہر نکلتی ہے، تو یہ سب کچھ انہیں اس جرم کے ارتکاب کا حوصلہ اور جرات دیتا ہے.

شریعت اسلامیہ نے ایسے قوانین بنائے ہیں جن کی بنا پر عورت کی عزت و عصمت اور حیاء محفوظ رہتی ہے، اور وہ قوانین اسے اس کے منافی لباس زیب تن کرنے کی اجازت نہیں دیتے، اور اسے اکیلا اور بغیر محرم سفر کرنے سے بھی منع کرتے ہیں، اور اجنبی اور غیر محرم مرد سے مصافحہ کرنے سے منع کرتے ہیں.

اور پھر شریعت اسلامیہ نے نوجوان لڑکے اور نوجوان لڑکی کی شادی جلد کرنے پر ابھارا ہے، یہ سب کچھ - اور اس کے علاوہ باقی اسلامی قوانین - مجرموں کے لیے اپنا شکار جال میں پھنسانے کے دروازے بند کرتا ہے، اسی لیے جب ہم یہ سنتے یا پڑھتے ہیں کہ اس طرح کے اکثر جرائم فحش معاشرے میں ہوتے ہیں، اور اس معاشرے کے لوگ مسلمان عورتوں سے بھی یہی چاہتے ہیں کہ وہ ترقی میں ان کی طرح ہو جائیں!

چنانچہ مثال کے طور پر امریکہ میں انٹرنیشنل معافی کمیٹی نے (2004 میلادی) کی اپنی سالانہ رپورٹ " عورت کے خلاف سازش بند کرو " کے عنوان میں یہ بیان کیا ہے کہ ہر نوے (90) سیکنڈ یعنی ڈیرھ منٹ میں یہاں ایک عورت کی عزت لوٹی جاتی ہے! تو یہ لوگ کونسی حیاء کی زندگی بسر کر رہے ہیں ؟! اور یہ کونسی ترقی حضارت ہے جسے وہ مسلمان عورتوں میں داخل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ؟!

دوم:

اور شریعت اسلامیہ میں عزت لوٹنے کی سزا یہ ہے کہ:

غاصب اور عزت لوٹنے والے شخص پر زنا کی حد جاری ہوتی ہے، اگر وہ شادی شدہ ہے تو اسے رجم کیا جائیگا، اور اگر وہ شادی شدہ نہیں تو پھر اسے سو کوڑے لگا کر ایک برس کے لیے جلاوطن کیا جائیگا.

اور بعض علماء کرام تو اس پر یہ بھی واجب کرتے ہیں کہ وہ عورت کو مہر بھی ادا کرے.

امام مالك رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ہمارے ہاں تو عزت لوٹنے والے شخص کے بارہ میں حکم یہ ہے اگر عورت آزاد ہے تو پھر وہ مہر مثل دےگا، چاہے عورت کنواری ہو یا شادی شدہ، اور اگر وہ لونڈی ہے تو اس کی جتنی قیمت کم ہوئی وہ ادا کرنا ہو گی، اور عزت لوٹنے والے پر ہی حد جاری ہوگی، اور اس سارے مسئلہ میں جس عورت کی عزت لوٹی گئی اس کو کوئی سزا نہیں " انتہی.

دیکھیں: الموطا (2 / 734).

شیخ سلیمان الباجی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

جس عورت پر زبردستی کی گئی ہو اگر تو وہ آزاد ہے تو جس نے اس کی عزت لوٹی اسے اس کا مہر مثل ادا کرنا ہوگا، اور عزت لوٹنے والے پر حد لگائی جائیگی، امام شافعی رحمہ اللہ کو قول اور لیث رحمہ اللہ یہی مسلك ہے، اور علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی سے مروی ہے.

اور امام ابو حنیفہ اور امام ثوری رحمہما اللہ کہتے ہیں: اس پر حد جاری ہو گی، لیکن مہر نہیں ہے.

ہمارے قول کی دلیل یہ ہے کہ:

حد اور مہر یہ دونوں حق ہیں، ایك حق تو اللہ تعالی ہے، اور دوسرا حق مخلوق کا ہے، تو اس طرح جائز یہ ہوا کہ یہ دونوں جمع ہوں، جس طرح کہ چوری میں ہاتھ کاٹنا اور چوری کا سامان واپس کرنا ہوتا ہے. انتہی.

دیکھیں: المنتقی شرح الموطا (5 / 268 - 269).

اور ابن عبدالبر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اور علماء کرام اس پر متفق ہیں کہ دست درازی کر کے عزت لوٹنے والے شخص پر حد جاری ہوگی اگر اس پر حد واجب ہونے کی گواہی مل جائے، یا وہ خود اقبال جرم کر لے، اور اگر ایسا نہ ہو تو اس کو سزا دی جائیگی، (یعنی جب چار گواہ نہ ہونے، اور اقبال جرم نہ ہونے کی وجہ سے اس پر حد ثابت نہ ہوتی ہو، تو حکمران اور قاضی اسے اتنی سزا ضرور دیگا جس سے اس طرح کے جرم کا سد باب ہو اور آئندہ کوئی اور نہ کرے) اور اگر یہ صحیح طور پر ثابت ہو جائے کہ عورت کی عزت زبردستی لوٹی گئی ہے، اور اس کی چیخ و پکار اور مدد طلب کرنے کے باوجود مرد اس پر غالب آ گیا تھا تو عورت پر سزا نہیں ہو گی " انتہی.

دیکھیں: الاستنکار (7 / 146).

سوم:

اور زبردستی عزت لوٹنے والے شخص کو زنا کی حد کا لگانا اس وقت ہے جب اس نے اسلحہ کے زور پر عزت نہ لوٹی ہو، لیکن اگر اس نے اسلحہ کے زور پر عورت کی عزت لوٹی تو پھر وہ محارب شمار ہوگا، اور اس پر درج ذیل آیت میں مذکور حد لگائی جائیگی:

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

نہیں سوائے اس بات کے کہ جو لوگ اللہ تعالی اور اس کے رسول کے خلاف جنگ کرتے ہیں، اور زمین میں فساد مچانے کی کوشش کرتے ہیں انہیں یا تو قتل کر دیا جائے، یا پھر انہیں سولی پر چڑھا دیا جائے، یا پھر ان کے الٹ ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے جائیں، یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے، یہ ان کے لیے دنیا میں ذلت ہے، اور انہیں آخرت میں بہت زیادہ عذاب ہو گا المآئدۃ (33).

چنانچہ حکمران اور قاضی اس آیت میں مذکور ان چار سزاؤں میں سے جسے مناسب سمجھے اور جس میں مصلحت ہو جس کی بنا پر معاشرے میں امن و سلامتی پھیل سکتی ہو، اور ظالموں اور فسادیوں کو ان کے جرائم سے روک سکتی ہو اختیار کر سکتا ہے.

مزید تفصیل کے لیے آپ (41682) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم .